ہر سال عمرہ کا ثواب لکھا جائیگا قیامت تک اور جو شخص عمرہ کیلئے نکلا اور راستہ میں) مرگیا تو
اس کے واسطے ہر سال عمرہ کا ثواب ثواب لکھا جائیگا قیامت تک اور جو کوئی جہاد کیلئے نکلا اور
راستہ میں مرگیا تو اسکے واسطے ہر سال عمرہ کا ثواب لکھا جائیگا تا قیامت" اور عائشہؓ روایت
کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا **مَنْ خَرَجَ فِي هٰذَا الْوَجْهِ الْحَجِّ أَوْ عُمْرَةٍ فَمَاتَ**
فيه لم يعرض ولم يحاسب وقيل له ادخل الجنة (ترغیب ترہیب) جو شخص حج یا عمرہ
کے لئے نکلا اور راستہ میں مرگیا تو قیامت کے دن نہ اسکے گناہ پیش کئے جائینگے اور نہ اس سے
حساب لیا جائیگا۔ اور اس سے کہا جائیگا کہ جنت میں داخل ہو جا"

علاوہ ازیں حج کی فضیلت میں آیات واحادیث وارد ہیں۔ اور حج کا بڑا درجہ ہے مگر افسوس
کہ بہتیرے مسلمان ایسے ہیں جو دنیا بھر کی سیاحت کرتے ہیں ڈگریاں حاصل کرنے کیلئے یورپ
اور ولایت کا سفر بڑے شوق اور اہتمام سے کرتے ہیں اور بے تامل وبے دریغ روپے خرچ کرتے
ہیں لیکن حج نہیں کرتے اور خدا کے نزدیک گنہگار اور مجرم ہو کر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔
اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اپنے مبارک اور باامن و باحرمت گھر کے حج کی توفیق اور شوق عطا
فرمائے۔ آمین۔

فتاوے

سوال۔ ابوداود کتاب الزکوۃ میں صدقہ ابوطلحہ صحابیؓ کا اپنے اقربا پر ارض اریحا یا
بیرحا کا مذکور ہے۔ اس میں نسب نامہ ابوطلحہ صحابی اور ابی ابن کعب صحابی کا ذکر کیا ہے ذکر
کیا ہے اس پر صاحب عون المعبود نے مسامحہ کا دعوی کیا ہے۔ پھر اس پر صاحب بذل المجہود نے تعاقب
کیا ہے اور لکھا ہے ولیس فیہ مسامحۃ کما ادعاہ صاحب العون۔ میرے خیال
میں صاحب البذل کی خود ساخت ہے بلکہ غلطی ہے وہ عبارت احبار کو اور مقصد صاحب
العون کو نہیں سمجھے اور بقول ان کے جب زیادتی عمرو بن مالکؓ کی بعد زید مناۃ کے ناسخ کی
غلطی ہے تب "عمرو بن مالک" اب تابع کیسے ہو سکتا ہے اور اگر یہ لکھا کہ عمرو بن مالک
الاول لا یجتمعان فیہ قطعاً پر کیا دلیل ہے

عبدالحی۔ از کھنڈیلہ۔ جے پور۔

جواب - (۱) میرے نزدیک بھی ابوطلحہ کے نسب میں "زید مناۃ" اور "عدی بن عمرو بن مالک سے درمیان "عمرو بن مالک کی زیادۃ "وحبانہ" سے ناسخ کی غلطی ہے اسلئے کہ تہذیب التہذیب اسد الغابہ استیعاب طبقات ابن سعد میں یہ زیادۃ موجود نہیں ہے۔ اور اسلئے کہ صحیح بخاری میں بھی ابوداؤد اور کتب مذکورہ بالا کی طرح بغیر اس زیادۃ کے ان کا نسب نامہ مذکور ہے اور صحیح بخاری کے کسی شارح نے اس عدم زیادہ پر استدراک نہیں کیا ہے اور اس لئے کہ حسان بن ثابت (جو ابوطلحہ کے ساتھ اب ثالث حرام میں ملجاتے ہیں) کے نسب نامہ میں خود صاحب اصابہ نے اس زیادۃ کو ذکر نہیں کیا ہے جس طرح کہ اوروں نے نہیں ذکر کیا ہے۔

(۲) غور طلب اور محتاج حل ابوداود کی یہ عبارت ہے قال الانصاری "بین ابی وابی طلحہ ستۃ آباء" صحیح بخاری کے ایک نسخہ میں یہ عبارت اس طرح واقع ہے "وابی الی ستۃ آباء الی عمرو بن مالک" انتہی فقولہ الی عمرو بن مالک بدل من قولہ الی ستۃ آباء عادۃ البخاری هو یتعلق محذوف والمعنی وابی یجامع حسان وابا طلحہ الی ستۃ آباء من آباءہ الی عمرو بن مالک فافہم۔

صاحب عون کے خیال میں سنن ابوداؤد کی اس عبارت سے محمد بن عبداللہ بن مثنی الانصاری کا مقصد یہ ہے اور یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ابی اور ابوطلحہ دونوں "عمرو بن مالک" میں مل جاتے ہیں۔ جو اب سادس ہیں۔ اسی طرح "ابوطلحہ" کے بھی اب سادس ہیں چنانچہ صاحب عون لکھتے ہیں وکلام الانصار یشیر بان عمرواً اب سادس لابی طلحۃ ایضاً انتہی۔ لیکن "عمرو بن مالک" کا ابوطلحہ کے لئے اب سادس ہونا ہے واقعہ کے خلاف کما لا یخفی کیونکہ عمرو بن مالک" ابوطلحہ کے لئے اب سابع ہیں نہ سادس۔ پس اگر انصاری کا مقصد وہی ہے جو صاحب عون کے خیال میں آیا ہے اور جسکو انھوں نے اپنے لفظوں میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور جس پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے تو بلاشبہ انصاری سے سامحہ ہوا ہے کیونکہ "عمرو بن مالک" ابی کے تو اب سادس ہیں لیکن "ابوطلحہ" کے اب سادس نہیں ہیں بلکہ اب سابع ہیں۔

اور صاحب بذل کے خیال میں انصاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ طرف اول میں "ابی طلحہ" اور طرف آخر میں دونوں کو ملانے والے اب کے درمیان کتنے آباء آتے ہیں۔ اور ان دونوں طرفوں کے مابین کتنے آباء کی تعداد ہے۔ چنانچہ "ابوطلحہ" اور "عمرو بن مالک" کے درمیان چھ آباء ہیں۔ سہل۔ اسود۔ حرام عمرو۔ زید مناۃ۔ عدی۔ اسی طرح "ابی" اور "عمرو بن مالک" کے درمیان بھی چھ آباء ہونی چاہئیں تاکہ

انصاری کے کلام کی تصدیق ہو جائے۔ لیکن ایسا ہو نہیں کیونکہ "ابی" اور "عمرو بن مالک" کے درمیان پانچ ہی آباء ہیں کعبؓ قیسؓ عبیدؓ زیدؓ معاویہؓ اس لئے صاحب بذل کو انصاری کے قول "ستۃ آباء" کے بعد "باعتبار ابی طلحۃ" بڑھانا پڑا تاکہ انصاری کا کلام (اگر ان کا مقصد وہی ہے جو صاحب بذل نے سمجھ کر ظاہر کیا ہے) صحیح ہو جائے اور کسی کو انصاری سے مسامحہ ہونے خیال نہ پیدا ہو۔

ہماری اس تقریر سے معلوم ہوا کہ انصاری کا کلام خواہ اس کا وہ مطلب ہو جو صاحب عون نے سمجھا ہے یا وہ مطلب ہو جو صاحب بذل نے سمجھا اور ظاہر کیا ہے۔ دونوں مطلبوں کی بنا پر مسامحہ سے خالی نہیں ہے صاحب عون نے تو اس مسامحہ کو صاف بیان کر دیا اور صاحب بذل نے "باعتبار ابی طلحہ" کہکر یہ کوشش کی کہ اس نئے مطلب کی صورت میں جو مسامحہ ہے وہ مندفع ہو جائے اور کسی کو یہ وہم خیال نہ پیدا ہوا ہو کہ صاحب بذل کے سمجھے ہوئے مطلب کی بنا پر بھی انصاری کی عبارت میں مسامحہ ہے۔

حالانکہ مسامحہ کے تصور اور خیال سے بچانے کے لئے "باعتبار ابی طلحہ" بڑھا کر انہوں نے یہ غلطی کی ہے کہ طرف اول اور طرف ثانی کے درمیان چھ آباء ہونے کو "ابو طلحہ" کے ساتھ مخصوص کر دیا درآنحالیکہ انصاری یہ دعویٰ "ابی" کے متعلق بھی کر رہے ہیں ورنہ "بین ابی وابی طلحۃ الیٰ ستۃ آباء" کے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف یہ کہدیتے "بین ابی طلحۃ و عمرو بن مالک الذی یجمع اباہ وابا طلحۃ ستۃ آباء" فافہم۔

۴۔ صاحب عون کے "نعم علیٰ ما فی الاصابۃ یصیر عمرو بن مالک الخ" پر صاحب بذل نے جو گرفت کی ہے وہ میرے نزدیک صحیح ہے۔

اصابہ اور صاحب عون کی عبارتوں کا مطلب اور مقصد واضح ہے۔ اصابہ کے بیان کردہ نسب نامہ کی رو سے (اگر اسکی صحت تسلیم کر لی جائے) وہ عمرو بن مالک "جو زید مناۃ" اور "عدی بن عمرو مالک" کے درمیان زیادہ کیا گیا ہے "ابوطلحہ" کا اب سادس تو ہے لیکن "ابوطلحہ" اور "ابی" کو قطعاً نہیں جمع کرتا یعنی بلاشبہ دونوں کا نسب اس "عمرو بن مالک" اول میں نہیں ملتا بلکہ "عدی" سے اوپر "عمرو بن مالک ثانی" میں ملتا ہے اور جو بنا بر تسلیم صحت نسخہ اصابہ دونوں کو جمع کرنے والا یہ "عمرو بن مالک" ثانی بلاشبہ ابوطلحہ" کا اب ثامن ہے۔ اور انصاری (بنا بر علیٰ ما فہمہ صاحب العون) یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس عمرو بن مالک میں دونوں کا نسب ملتا ہے وہ ان دونوں کا اب سادس ہے نہ

متعلق "عمرو بن مالک"

۴۔ "عمرو بن مالک" اول میں دونوں کے عدم احتجاج کی دلیل طلب کرنا "ابی" اور "ابو طلحہ" کے نسب ناموں سے آنکھیں بند کر لینے کے مرادف ہے۔ کاش آپ نے اصابہ اور صاحب عون کی عبارتوں کی خود تشریح کر دی ہوتی۔ اور "ابی" و "ابو طلحہ" کا عمرو بن مالک اول میں احتجاج ثابت کر دیا ہوتا۔ علی سبیل الاجمال دوسرے پر عدم فہم کا الزام رکھ دینا اور خود کچھ نہ کہنا اور تشریح سے گریز کرنا معنی الشعر فی بطن الشاعر کے مثل ہے یا پھر کچھ اور مقصود ہے۔

سوال۔ اونٹ کی قربانی میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں تفصیلی حوالجات سے مطلع فرمایا جاوے۔

بشیر الدین از بھوپال۔

جواب۔ بلاشبہ اونٹ کی قربانی میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں یہی مذہب ہے سعید بن مسیب اور اسحق بن راہویہ اور ابن خزیمہ کا۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں (وعن سعید بن المسیب ان الجزور عن عشرۃ والبقرۃ عن سبعۃ وبہ قال اسحق (بن راھویہ) لما روی رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قسم فعدل عشرۃ من الغنم ببعیر متفق علیہ وعن ابن عباس قال کنا مع النبی صلعم فی سفر فحضر الاضحی فاشترکنا فی الجزور عن عشرۃ والبقرۃ عن سبعۃ رواہ ابن ماجہ (مغنی) ص ۹۷ ج ۱۱

اور علامہ شوکانی فرماتے ہیں (وقد اختلف فی البدنۃ فقالت الشافعیۃ والحنفیۃ والجمہور انہا تجزی عن سبعۃ وقالت العترۃ واسحاق بن راھویہ وابن خزیمۃ انما تجزی عن عشرۃ وھذا ھو الحق ھنا یعنی فی الاضحیۃ لحدیث ابن عباس (یعنی الذی اخرجہ الخمسۃ غیر ابی داؤد وقد حسنہ الترمذی وتقدم فی کلام ابن قدامہ) والاول ھو الحق فی الھدی للاحادیث المتقدمۃ ھنالک انتہی (نیل الاوطار ص ۲۱۱ ج ۵)

کسی روایت صحیح یا ضعیف سے قربانی کے اونٹ میں فقط سات آدمیوں کی شرکت پر اکتفا کرنیکا ثبوت نہیں ہاں ہدی (وہ اونٹ جو تقرب الی اللہ کی نیت سے خاص حرم میں ذبح کرنے کے لئے لیجایا جاوے یا کسی کے ساتھ بھیجا جاوے) میں صرف سات آدمیوں کا شریک ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے پس جب اضحیہ اور ہدی میں فرق ہے اور دونوں کے بارے میں علیحدہ علیحدہ حدیثیں آگئی ہیں تو اضحیہ (قربانی) کو ہدی پر قیاس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بعل کے پجاری

نینوا کے صحرا میں بابل کے کھنڈرات سیاحان عالم کے لئے بے پناہ کشش رکھتے ہیں۔ ہزاروں سال پہلے وہاں دریائے فرات کے دونوں کناروں پر دنیا کا سب سے بڑا شہر آباد تھا۔ جس میں لاکھوں انسان بستے تھے وہاں سال میں کئی بار فاتح عالم افواج کسی نئی فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے بینڈ باجے کی ولولہ خیز تانوں کے جلو میں بازاروں میں گزرتی تھیں۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ دنیا میں اولین بار بابل میں باقاعدہ بادشاہت قائم ہوئی۔ درس تدریس کا سلسلہ بابل سے شروع ہوا اور فن تحریر اس شہر کی بہترین یادگار ہے۔

نینوا کے باشندے بعل کے پجاری تھے۔ شہر کے وسط میں سنگ مرمر کا عظیم الشان مندر بنا ہوا تھا۔ جس کے چاروں طرف جنت نگاہ باغات کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ مندر کے وسط میں ایک وسیع ہال میں بعل کی مورتی تھی۔ اور ستر پروہت وہاں پوجا کروانے پر مقرر تھے شاہی احکام کے مطابق ہر روز شام کے قریب ۱۲ من کی خمیری روٹیاں، ۶۰ بکروں کا بھنا ہوا گوشت اور شراب کے چھ مٹکے مندر میں لائے جاتے تھے۔ اور دیوتا کی مورتی کے سامنے چن دیئے جاتے تھے۔ اس کے بعد دروازہ مقفل کر دیا جاتا تھا: دوسرے دن صبح جب عوام پوجا کیلئے آتے اور دروازہ کھولا جاتا اس وقت وہاں روٹیوں شراب یا گوشت کا کوئی نشان تک نہ ہوتا تھا۔ عوام اور بابل کے تاجداروں کا عقیدہ تھا کہ بعل کی مورتی جاندار ہے اور رات کے سناٹے میں دیوتا سب کچھ چٹ کر جاتا ہے۔

احکام خداوندی کے مطابق حضرت دانیال وہاں گئے اور بابل کے گمراہ باشندوں کو خدائے واحد کی عبادت کی دعوت دی۔ بعل کے پجاری آپ کے مخالف بن گئے انہوں نے بادشاہ کو آپ کے خلاف بھڑکایا اس نے حضرت دانیال کو بلایا آپ دربار میں گئے اور بعل کے متعلق کہا۔ پتھر کی بے جان مورتی ہے جسے تم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے وہ اپنے جسم سے ایک مکھی تک اڑانے کی قدرت نہیں رکھتا اسلئے اس سے کسی فائدہ یا نقصان کی توقع بے سود ہے۔ تم نہیں سمجھتے کہ ہمارا دیوتا ہر روز شراب کے چھ مٹکے بارہ من میدہ کی روٹیاں اور ساٹھ بکروں کا بھنا ہوا گوشت کھا جاتا ہے اس لئے اسے بے جان کہنا غلط اور گمراہی ہے بادشاہ نے جواب دیا۔ حضرت دانیال مسکرا دیئے۔ اور کہنے لگے مندر میں ستر پجاری ہیں ان میں ہر ایک بال بچے رکھتا ہے اور انھیں آخر پیٹ پالنا ہے۔ بادشاہ نے پجاریوں کو بلایا۔ انھوں نے بعل کی قسم کھائی اور کہا کہ چڑھاوا دیوتا کھاتا ہے۔ اور کسی فانی آدمی کو بعل کا کھانا چھونے کی جرات نہیں ہو سکتی۔